جلد ۲۹ | ۶ ماہ تبوک ۱۳۲۰ ہش | ۱۳ ماہ شعبان ۱۳۶۰ ھ | ۶ ماہ ستمبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۲۰۵

کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ناقابلِ برداشت مشکلات

جنگ جُوں جُوں طول پکڑ رہی اور وسعت اختیار کر رہی ہے۔ اخبارات کے لئے کاغذ حاصل کرنے میں مشکلات بڑھتی جا رہی ہیں۔ پچھلے دنوں حکومتِ ہند نے کاغذ کا راشن مقرر کرنے کی جو سکیم بنائی تھی۔ اس کے پیش نظر خیال کیا گیا تھا۔ کہ اب نہ صرف کاغذ کے حصول میں کوئی دِقت نہ پیش آئے گی۔ بلکہ اس کی قیمت میں بھی مزید اضافہ نہ ہوگا۔ بلکہ کمی ہو جائے گی لیکن یہ امید بر نہیں آئی۔ کیونکہ ایک طرف تو کاغذ کی قیمت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے دستیاب ہونے میں مشکلات بڑھ رہی ہیں۔ اور اس شدت کے ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ کہ جہاں لاہور کے مسلمان اخبارات نے اپنی زندگی کو خطرہ میں محسوس کر کے ان مشکلات کے خلاف متفقہ طور پر صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ وہاں ہندو اخبارات نے جو ۳۰ اور ۳۲ صفحات پر شائع ہوتے تھے۔ اپنا حجم کم کرتے کرتے ۱۲ اور ۱۴ صفحے کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ مسلمان اخبارات تو وہ ہیں جنہیں گزشتہ سال سے ہزاروں روپے بطور امداد حکومت سے حاصل ہو چکے ہیں اور ہندو اخبارات ایسے ہیں۔ جو اپنے پاس بہت بڑا سرمایہ رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان اخبارات کو اشتہارات کی بہت بڑی آمدنی ہے۔ کیونکہ وُہ ہر قسم کے اشتہارات شائع کر سکتے ہیں۔ پھر ان کی اشاعت کے حلقے بہت وسیع ہیں۔

ان کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کے آرگن "الفضل" کی جو حالت ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جس کا حلقہ اشاعت صرف جماعت احمدیہ تک محدود ہے۔ کیونکہ دوسرے لوگ تعصب اور تنگدلی کی وجہ سے نیز مذہب سے لاپرواہ ہونے کے باعث خریدنا تو الگ رہا۔ عام طور پر اس لئے اسے مفت لینا بھی گوارا نہیں کرتے۔ کہ اس میں زیادہ تر مذہب کے متعلق مضامین ہوتے ہیں۔ پھر "الفضل" کوئی ایسا اشتہار بھی شائع کرنا پسند نہیں کرتا۔ جو مذہبی یا اخلاقی لحاظ سے نقصان رساں ہو۔ خواہ اس کا معاوضہ کتنا ہی کیوں نہ حاصل ہو سکتا ہو۔ ان حالات میں اس کے اخراجات کا سارا دار و مدار اپنی جماعت کے ان اصحاب پر ہے۔ جو اس کے خریدار ہوں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب جنگ کی وجہ سے اخراجات میں پہلے کی نسبت چار پانچ گُنا اضافہ ہو چکا ہے۔ تو کم از کم اسی نسبت سے خریداروں میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے تا کہ "الفضل" روزانہ کی صورت میں جاری رہ سکے لیکن نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوجود پے درپے اپیلوں اور درخواستوں کے جنگ کے شروع ہونے سے لے کر اس وقت تک نہ صرف خریداروں میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ بلکہ کمی واقعہ ہوتی جا رہی ہے۔ ہماری جماعت کے سرکاری ملازمین کا ایک بہت بڑا حصہ جنگ پر چلے جانے کی وجہ سے اخبار کی خریداری سے دست بردار ہو چکا ہے۔ اور دوسرے اصحاب جو خرید سکتے ہیں۔ انہوں نے پوری توجہ نہیں کی۔ ان باتوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ "الفضل" اس وقت کن مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ اور اس کے لئے زندگی کا ایک ایک دن گزارنا کس قدر کٹھن ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے ہم کسی عطیہ کے لئے درخواست نہیں کر رہے بلکہ یہ گزارش کرتے ہیں کہ اخبار کی خریداری میں اضافہ کر کے اس نازک موقعہ پر اپنے آرگن کی مشکلات کو دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان نہایت نازک و خوفناک ایام میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بے حد اہم ارشادات سے آگاہ ہونے کے لئے جنہیں جلد سے جلد احباب جماعت تک پہنچانا "الفضل" اپنا بہت بڑا فرض سمجھتا ہے۔ "الفضل" کا خریدنا اور اس کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

وُہ اخبارات جن کے ذرائع آمدنی کا ذکر ہم اُوپر کر آئے ہیں۔ آج کل جن الفاظ میں اپنی مالی مشکلات کا ذکر کر رہے ہیں وُہ مختصراً یہ ہیں:۔ معاصر "انقلاب" لکھتا ہے:۔

"ہمیں معلوم نہیں۔ کہ انقلاب کو موجودہ پیمانے پر کب تک جاری رکھا جا سکیگا۔ قیمت میں اضافہ تو خارج از بحث ہے۔ لامحالہ ضخامت ہی کم کرنی پڑے گی۔" اخبار زمیندار لکھتا ہے:۔

"ہم نے انتہائی کوشش کی۔ کہ آٹھ صفحات پر ہی اخبار نکلتا رہے۔ اور دو سال تک انتہائی نامساعد حالات اور مالی مشکلات کے باوجود قارئین کرام کی خدمت میں آٹھ صفحات پیش کرتے رہے لیکن اب ہم اپنے اندر اس کی ہمت نہیں پاتے۔ اور مجبوراً چھ صفحات پیش کرتے ہیں"۔ اخبار "شہباز" لکھتا ہے "حکومت کو یہ علم ہونا چاہیئے۔ کہ اس کے وجود کے لئے اخبارات کا زندہ رہنا حد درجہ ضروری ہے۔ اگر اخبارات کاغذ کی اس جان گسل گرانی کی تاب نہ لا کر بند ہو گئے۔ تو اس کا نتیجہ خود حکومت کے لئے حد درجہ نقصان دہ ہوگا"۔

جب ان اخبارات کی یہ حالت ہے۔ جو آمدنی کے بہت وسیع ذرائع رکھتے ہیں۔ تو "الفضل" کی مشکلات کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور انہیں دور کرنے کی طرف متوجہ ہونا احباب کا فرض ہے۔ ورنہ پیش آمدہ حالات ایسے ہیں۔ کہ زیادہ دیر تک ان کا مقابلہ کرنا ممکن نہ ہوگا۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ رتبوک ۱۳۲۰ہش۔ ڈلہوزی سے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضور کے اہل بیت و دیگر خدام بخیریت ہیں۔

حرم اول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو آج حرارت رہی۔ احباب دعائے صحت کریں ؛

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

آج خطبہ جمعہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھا۔ جس میں انسان کے سب سے بڑے دشمن یعنی شیطان اور اس کے وساوس سے بچنے کے طریقوں پر کاربند رہنے کی تلقین کی ؛

کیا کر رہا ہوں

از جناب مولوی ذوالفقار علی خانصاحب گوہر

تصورِ حسن و عشق میں خود میں ایک دنیا بنا رہا ہوں
ہے بیخودی میں بھی سیرِ عالم نہ آ رہا ہوں نہ جا رہا ہوں

کسی کو خوش کرنے کیلئے میں خودی کو اپنی مٹا رہا ہوں
نقوشِ ہستی نئے جما کر جدید دنیا بسا رہا ہوں

تمہارے نورِ جمال نے میرے دل پہ قبضہ کیا ہے ایسا
تمہارے قدموں پہ اپنی ہستی کی ساری دنیا لٹا رہا ہوں

جنوں کی ہنگامہ خیزیوں میں ہے عقل کا ہاتھ کارفرما
نہیں یہ دیوانگی کا عالم میں حوصلہ آزما رہا ہوں

مری تڑپ میں ہے میری راحت مری خلش میں سکون میرا
یہ چشم خونبار کا ہے صدقہ نظر میں ان کی سما رہا ہوں

کسی کی چوکھٹ پہ سجدہ کر کے بلند پایا رہا ہوں واعظ
میں اپنی ہستی گرا رہا ہوں کہ اپنی ہستی اٹھا رہا ہوں

مقامِ تنزیہ کی تجلی نظر سے تیری چھپی ہوئی ہے
وہی مرا مرکزِ کشش ہے اُدھر ہی زاہد میں جا رہا ہوں

امنگ بنکر سما و دلمیں جوانی بنکر رگوں میں دوڑو
تم آؤ تو دیدۂ دل اپنے تمہاری راہ میں بچھا رہا ہوں

تمہارے آنیکا منتظر ہوں تمہارے وعدوں پہ بس نظر ہے
اسی سہارے پہ دل کی دھڑکن تھپک تھپک کر سلا رہا ہوں

کبھی تو میری سنیگا کوئی کبھی تو پوچھیگا بات میری
کسی کے کوچہ میں رات دن میں جو شور و غوغا مچا رہا ہوں

امید ہے چشم بے نیازی ہو مائلِ رحم جاں نوازی
شریکِ غم کر کے اے فلک اب تجھے بھی رو کر رلا رہا ہوں

یہ رنگِ الفت کا کیا ستم ہے کہ جان کو گھن لگا رہا ہے
تمہارا غم کھا کے جان اپنی تمہارے غم کو کھلا رہا ہوں

جو داغ دل میں تھے کچھ بجھے سے اک نئی چمک سے اٹھے سب
تری نظر کے کرشموں سے اب نئے شگوفے کھلا رہا ہوں

نہ میں ہوں واعظ نہ میں ہوں زاہد نہ میں مفسر نہ میں محدث
مجھے غرض کیا تری محبت میں کھو رہا ہوں کہ پا رہا ہوں

نہ فنِ تبلیغ کا ہوں ماہر نہ حسنِ تقریر پر ہوں قادر
بھرے ہیں الفت کے دلمیں نغمے انہیں کو میں گنگنا رہا ہوں

نظر کے تیروں نے میرے دلمیں ہزاروں سوراخ کر دیئے ہیں
میرے کنہیا میں یاد میں تیری اپنی بنسی بجا رہا ہوں

جنوں کی شورش سے خاک اُڑا کر یہ سازِ ہستی تباہ کر کے
میں عالم عاشقی کو گوہر حسین بننا سکھا رہا ہوں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ابتلاء کا آنا بہت ضروری ہے

"جب اللہ تعالےٰ کوئی آسمانی سلسلہ قائم کرتا ہے۔ تو اس پر ابتلا بھی آتے ہیں۔ ایسی حالت میں چاہیئے کہ انسان فرمانبردار ہو جائے۔ اور صبر سے اسے برداشت کرے جس سے اس کے مراتب میں ترقی حاصل ہو۔ ابتلاء کا آنا بہت ضروری ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلا ضروری شے ہے۔ اس کے بغیر ایمان کا کیا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ پر کیسے کیسے ابتلا آئے۔ اور کس جوانمردی اور ہمت سے انہوں نے برداشت کئے۔ لیکن اسکے عوض میں خدا تعالےٰ نے بھی کیسے کیسے درجات ان کو عنایت کئے۔ انسان چونکہ جلدباز ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کے ابتلاء سے وہ گھبرا جاتا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ صبر کے کیا کیا ثمرات ہیں جو اسے ملنے والے ہیں۔ اس لئے صبر کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا ساتھی صرف اس لئے مرتد ہو گیا۔ کہ اسے جماعت میں داخل ہونے کے بعد تکالیف پہونچیں۔ فرمایا کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ تلواروں سے ڈرایا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ اس کے مقابلہ پر کہا کرتے تھے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ لیکن آجکل خدا تعالےٰ کا فضل ہے نہ کوئی تلوار ہے نہ کچھ اور تکلیف ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہوتے۔ مگر خدا تعالےٰ ان کو اس لئے داخل کر لیتا ہے کہ قیامت میں جب وہ اپنے ساتھی کو بہشت میں دیکھیں۔ تو ان کو حسرت ہو۔ کہ اے کاش ہم کیوں نہ اس کے ساتھ ایمان لائے۔ ہر ایک نبی پر اسی قسم کے مشکلات آتے ہیں۔ اور اس کے پیرووں پر بھی آتے ہیں۔ اگر وہ اس وقت صبر کریں۔ اور استقلال رکھیں تو ان کو بڑا ثواب اور درجات حاصل ہوتے ہیں۔" (البدر ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا (۱) حاجی غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کریام بیمار اور امرتسر میں زیر علاج ہیں۔ (۲) ملک محمد ہاشم صاحب کھیوڑہ نمک کا لڑکا امیر الدین احمد بعارضہ نمونیہ بیمار ہے (۳) ماسٹر عبد السعید شاہ صاحب قادیان کی لڑکی بیمار ہے (۴) فضل حسین صاحب دوکاندار قادیان بیمار ہیں (۵) والدہ صاحبہ محب الرحمٰن صاحب قادیان بیمار ہیں۔ (۶) ملک فتح محمد خان صاحب نمبردار دولیال بہت بیمار ہیں سب کی صحت کے لئے نیز (۷) بابو قاسم الدین صاحب سیالکوٹ کی ترقی کے لئے (۸) محمد ابراہیم صاحب سید والا کی حل مشکلات کے لئے (۹) محمد یاسین صاحب بی۔ اے ابن مولوی محمد عثمان صاحب لکھنوی کے مقابلہ کے امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی جائے ؛

اعلان نکاح ۲۲ ظہور ۸ہش کو عزیز میاں عبد المجید قائد مجلس خدام الاحمدیہ رنگون کا نکاح خاکسار نے عزیزہ سردار بیگم بنت بابو برکت علی خانصاحب گوڈیی منگوئی کے ساتھ مبلغ ۵۰۰ روپیہ مہر پر پڑھا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے۔

خاکسار محمد افضل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ رنگون

ولادت ۱۹ ظہور ۸ہش میرے ہاں بفضلہ تعالےٰ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس سے پیشتر میرے تین لڑکے بوجہ مرض اٹھرا فوت ہو گئے ہیں۔ احباب نومولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ خاکسار ابراہیم از بھینی بانگر

خطبہ جمعہ

از حضرت مولوی شیر علی صاحب

انبیاء شہرت پسند نہیں ہوتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شہرت پسند نہ تھے

۲۹ ماہ ظہور ۱۳۲۰ہش مطابق ۲۹ اگست ۱۹۴۱ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں۔ تو

دو باتیں

خصوصیت کے ساتھ ہمیں غور کے قابل نظر آتی ہیں۔ جن کو یاد رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ چونکہ آپ کی ان دو خصوصیات سے آپ کی تحریرات کے سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ گویا وہ آپ کی تحریرات کے سمجھنے کی چابی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ان پر غور کریں۔ اور ان کو یاد رکھیں۔ میں ان خصوصیات کو اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہا۔ بلکہ وہ آپ کی تحریرات سے ثابت ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

پہلی بات

جو ہمیں آپ کی تحریرات سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ ابتداء میں عام طور پر وہی اعتقادات رکھتے تھے۔ جو عام مسلمانوں میں پائے جاتے تھے۔

جس کا ثبوت خود حضور کی تحریرات سے ملتا ہے۔ مثلاً ایک حیات مسیح کا مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق حضور نے صاف لکھا ہے۔ کہ میرا وہی عقیدہ تھا۔ جو کہ عام مسلمانوں کا ہے۔ اس لئے اگرچہ براہین احمدیہ میں مجھے "یا عیسٰی" کہہ کر پکارا گیا تھا۔ اور یہ بتایا گیا تھا۔ کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی ہے۔ مگر میں ان الہامات کی تاویل کرتا۔ اور یہی سمجھتا رہا۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے۔

غرضیکہ جیسا عام مسلمانوں کا اس بارہ میں عقیدہ تھا۔ وہی میں سمجھتا تھا۔

پھر یہی بات ایک دوسرے مسئلہ یعنی نبوت کے متعلق ہم دیکھتے ہیں۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نبوت کے متعلق بھی پہلے وہی عقیدہ تھا۔ جو کہ عام مسلمانوں کا ہے۔ اس کا ثبوت بھی آپ کی تحریرات میں پایا جاتا ہے۔

یہ وہ دو مسئلے ہیں۔ جن کے متعلق آپ کے ذریعہ بڑا نمایاں تغیر ہوا ہے۔ مگر آپ کا اپنا اعتقاد پہلے وہی تھا۔ جو کہ عام مسلمانوں کا تھا۔

پھر دوسری بات

جو ہمیں یاد رکھنی چاہیئے۔ وہ آپ کی سیرت اور آپ کی طبیعت کے متعلق ہے۔ جس کا حضور نے خود ذکر فرمایا ہے اور جو آپ کے الہامات سے بھی ظاہر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ کی طبیعت میں حد درجہ کا انکسار تھا۔ اور آپ ہرگز اس بات کی خواہش نہ رکھتے تھے۔ کہ آپ کو کوئی بڑائی حاصل ہو۔ اور آپ کو کوئی خطاب دیا جائے۔ بلکہ آپ کی طبیعت گوشہ تنہائی اور خلوت پسندی کی طرف راغب تھی۔ اور آپ یہی چاہتے تھے۔ کہ میں گمنامی میں رہوں۔ اور گمنامی میں ہی مروں۔ آپ کی خواہش صرف یہ تھی۔ کہ خدا خوش ہو۔ اور بس۔ کسی ناموری یا شہرت کی آپ کو کوئی خواہش نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے اس کا اپنے بعض شعروں میں بھی اظہار فرمایا ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں۔ ؎

ابتداء سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اس بات کا ثبوت کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی خطاب یا شہرت کے خواہاں نہ تھے۔ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے۔ نہ کچھ غرض۔ کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے قل اجرّد نفسی من ضروب الخطاب یعنی ان کو کہدے۔ کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے۔ اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے۔ میرا اس میں دخل نہیں ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸)

آپ کی طبیعت کے ذکر کے بعد میں اس مسئلہ کو لیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی نسبت پہلے یہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں آپ نے تحریر بھی فرمایا ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں۔ اور وہ

آسمان سے نازل

ہوں گے۔ حالانکہ اسی براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عیسٰی رکھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ آپ کے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد رکھتا تھا۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجہ انکسار اپنے ان الہامات اور خدا تعالیٰ کی وحی کی تاویل فرماتے رہے۔ اور اسی اعتقاد پر قائم رہے۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ آسمان سے آئیں گے۔ اور اس طرح باوجود ان واضح الہامات کے آپ ان کی تاویل فرماتے رہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی۔ کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا۔ تو ہی ہے۔ اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے۔ اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے۔ کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں۔ ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا۔ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا۔ تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا۔ کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت میں سے آئے گا۔ اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے۔ تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا۔ کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا۔ اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا۔ اور نہ مجھے یہ خواہش تھی۔ کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا۔ کہ میں پوشیدہ رہوں۔ اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا۔ کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کو آنے والا موعود اور عیسٰی ابن مریم قرار دینا خدائی فعل ہے۔ آپ کو قطعاً اس کی خواہش نہ تھی۔ کہ کوئی خطاب یا بڑائی حاصل کریں۔ اس لئے آپ ان تمام الہامات کی جو آپ کو آنے والا موعود قرار دیتے تھے۔ تاویل فرماتے رہے۔ مگر

بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی

اور زمینی و آسمانی نشانات۔ اور شہادتوں نے مجبور کر دیا۔ کہ آپ اس بات پر ایمان لائیں کہ آنے والا مسیح موعود میں ہی ہوں۔ اور حضرت مسیح ناصری وفات پا چکے ہیں۔

اور پھر جب آپ نے قرآن مجید پر غور کیا تو قطعی طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ واقعہ میں مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں۔ اور آنے والا اسی امت محمدیہ میں سے ہوگا۔ اور تقریباً ۱۲ برس تک آپ نے باوجود الہامات میں ان باتوں کے بتائے جانے کے اعلان نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تاویل کرتے رہے۔ مگر جب نشانات الہٰیہ ظاہر ہوئے۔ تو انہوں نے جبر کر کے آپ کو منوایا۔

اب یہ بات سوچنی چاہیئے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا مسئلہ ایسا ہے۔ کہ اگر معقول رنگ میں کوئی شخص آپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرتا تو آپ پر اس کی حقیقت ظاہر ہو جاتی اور آپ اس بات کے قائل ہو جاتے کہ عیسےٰ ابن مریمؑ آسمان پر نہیں۔ اور کہ آنے والا اسی امت میں سے پیدا ہوگا۔ اور وہ قرآن شریف اور احادیث کی رو سے بھی اس بات کو تسلیم کر لیتے کہ حضرت مسیحؑ وفات پا گئے ہیں۔ اور آخری خلیفہ آنے والا اسی امت کا فرد ہوگا۔ مگر باوجودیکہ اتنے الہامات اور اس قدر وحی الہٰی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی۔ پھر بھی مجبور ہو کر آپ نے اس بات کو قبول کیا۔ سوال یہ ہے کہ

جبر کی کیا صورت پیش آئی؟

وہ یہی تھی۔ کہ یہاں صرف حیات مسیحؑ کا سوال نہیں تھا۔ بلکہ آپ کی ذات کا سوال تھا۔ اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ اور آنے والا مسیح اسی امت میں پیدا ہوگا۔ جو حضرت مسیح ناصری کا مثیل ہوگا۔ تو آپ کو اس بات کے ماننے میں ہرگز کوئی تامل نہ ہوتا۔ تامل اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ کو کہا گیا۔ کہ آنے والے مسیح آپ ہی۔ اور یہ پیشگوئی آپ کی ذات میں پوری ہوئی ہے۔ اس وجہ سے آپ رکتے تھے۔ اور الہامات کی تاویل کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں ایسا

انتہاء درجہ کا انکسار

اور ایسی خاکساری تھی۔ کہ وہ ان خطابات کے قبول کرنے سے مانع ہو رہی تھی۔ بعض لوگوں کو چند الہام ہو جاتے ہیں۔ تو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم بڑے بزرگ بن گئے ہیں مگر باوجودیکہ آپ کو آپ کی بزرگی کے بالکل نمایاں اور واضح رنگ میں الہام ہوتے رہے۔ اور بکثرت ہوتے رہے۔ لیکن پھر بھی آپ ان کی تاویل کرتے رہے۔ اور کہتے رہے کہ آنے والا موعود آسمان سے آئے گا۔ اس کی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ آپ کی طبیعت شہرت پسند نہیں بلکہ تنہائی پسند تھی۔ اور چونکہ یہ باتیں جو الہامات میں تھیں۔ آپ کی طبیعت کے خلاف تھیں اس لئے ان کے ماننے کے لئے انہیں اپنے آپ کو مجبور کرنا پڑا۔ اور یہ جبر کا لفظ بتاتا ہے۔ کہ آپ کی طبیعت بلحاظ انکسار کیسی تھی؟ اور چونکہ آپ بوجہ خاکساری شہرت کو عزت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور ان خطابات کو فوراً اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس لئے آپ ان باتوں پر غور کرنے سے رکتے تھے۔ مگر آخر جب وحی الہٰی اور بارش کی طرح الہامات نے مجبور کر دیا تو آپ کو ناچار ماننا پڑا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

نبوت کا مسئلہ

ہے۔ جب آپ سے یہ سوال کیا گیا۔ کہ پہلے آپ لکھتے تھے۔ کہ مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور اس طرح اپنی شان کم بیان کرتے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے بیان کیا کہ میں مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔ سو ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ تو اس سوال کے جواب میں حضور نے اوائل میں اپنے حیات مسیح ناصری کے عقیدہ کا ذکر کر کے تحریر فرمایا کہ

"ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو۔ کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے۔ کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں (اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہٰی نازل ہونے پر مترتب) یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ جیسے آپ کو حضرت مسیح کی حیات کے عقیدہ میں بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی الہٰی نے جبراً تبدیلی پیدا کرائی۔ اسی طرح اپنے آپ کو نبی سمجھنے پر بھی بارش کی طرح کی وحی الہٰی نے مجبور کیا۔ گویا ان دونوں عقیدوں میں ایک ہی جیسی طبیعت کام کر رہی تھی۔ دعوئے مسیحیت کی بابت بھی تبدیلی جبراً بذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابقہ عقیدہ میں وحی نے جبراً تبدیلی کرائی ورنہ اس سے قبل جس طرح عام مسلمانوں کی طرح حضرت مسیح کے بارہ میں آپ یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں۔ اور دوبارہ آئیں گے۔ اسی طرح نبوت اور تعریف نبوت کے متعلق بھی

عام مسلمانوں کی طرح عقیدہ

رکھتے تھے۔ مثلاً اگست ۱۸۹۹ء میں حضور سمجھتے تھے۔ کہ

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

گویا پہلے آپ نبی کی تعریف یہ قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ

عام مسلمانوں کا خیال

ہے کہ وہ نئی شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مگر بعد میں جب بارش کی طرح وحی الہٰی نازل ہوئی۔ تو آپ نے اس میں تبدیلی کر کے یوں فرمایا:۔

"چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

نیز فرمایا:۔

"نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

ایک اور جگہ فرمایا۔

"نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

الغرض حقیقۃ الوحی کے حوالہ نے واضح کر دیا ہے۔ کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح کا تھا۔ مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی۔ پس نبوت کے مسئلہ اور تعریف نبوت میں تبدیلی کے حل کرنے کے لئے حیات مسیح والا عقیدہ زبردست اصول ہے۔ کیونکہ حضور جس طرح مسیح کی دوبارہ آمد کے عقیدہ میں تاویل کرتے تھے۔ اسی طرح نبوت کے بارہ میں تاویل فرماتے رہے۔ اور جس طرح وہاں تناقض تھا۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ اسی طرح کا یہاں تناقض ہے۔ غرض دونوں عقیدے بالکل متوازی اور ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ پس اب

انصاف کا تقاضا

یہ ہے کہ جس طرح ہم آمد مسیح کے مسئلہ کا حل کرتے ہیں ویسے ہی حضور کی نبوت کے مسئلہ کو بھی حل کر لیں اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو در اصل ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو نظر انداز کرتے ہیں جو کہ ایک خطرناک راہ ہے۔

پس نبوت کے مسئلہ کو بھی حیاتِ مسیح کے مسئلہ کی طرح حل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دونوں کی ایک سی حالت ہے۔ اور ایک ہی قسم کی دونوں عقیدوں میں تبدیلی پائی جاتی ہے۔ اور دونوں مسئلے ایک دوسرے کے بالکل متوازی ہیں۔ اس لئے دونوں ایک جیسے طریق سے حل کرنے چاہیئیں یہ میں خود نہیں کہتا۔ بلکہ یہ مشابہت دونوں عقیدوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ میں دونوں کی تاویل کرتا رہا۔ اور اگرچہ الہامات نے اصل حقیقت منکشف کر دی۔ مگر پھر بھی آپ نے بوجہ طبیعت کی خاکساری۔ اور انکساری کے دونوں مقامات پر تاویل کی۔ اور فرمایا۔ کہ مسیح ناصری تو نبی ہے مگر میں نہیں۔ اس لئے مجھے ان پر کلی فضیلت نہیں۔ مگر آخر کار جب خدا تعالےٰ کی بارش کی طرح وحی نازل ہوئی جس میں آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ تو آپ نے مجبور ہو کر یہ اعلان کیا۔ کہ میں خدا کی طرف سے نبی ہوں۔ اور میں مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں ؎

عام لوگوں میں سے جب کسی کو کوئی الہام ہو۔ تو وُہ پھُولا نہیں سماتا۔ مگر آپ ایک عرصہ تک اعلان کرنے سے رُکے رہے یہاں تک کہ خود خدا نے آپ کو مجبُور کر کے آپ سے اعلان کرایا اور یہ وُہ دُونوں باتیں تھیں۔ کہ جو آپ نے پیش کیں۔ یعنی دُوسرے لوگ نبی کی آمد کے قائل نہ تھے۔ اور اس فیض کے دروازے بند مان کر اسلام کی ہتک کرتے تھے۔ اور پھر آیت خاتم النبیین کے ایسے معنے کرتے تھے۔ کہ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع کی تنقیص ہوتی تھی۔ غرض حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے اور نبوت کے فیضان کو بند مان کر اسلام کی تعلیم پر جو دھبہ لگتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر اسے دُور کیا۔ اور اس طرح ان دونوں مسائل کی اصلاح فرمائی۔

مگر باوجود اس کے آپ کا نفس اس کی قطعاً کوئی خواہش نہ رکھتا تھا۔ اور یہ محض

خدا تعالےٰ کا حکم

تھا۔ جسے آپ نے پُورا کیا۔ ورنہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی پہلے عام لوگوں کا ہم عقیدہ تھا۔ لیکن دیر کے بعد بحکم الٰہی تبدیلی کرنا پڑا ہے۔ کہ آپ کو مسیح موعود بننے کی خواہش نہ تھی۔ اور نہ کسی بڑائی کے حضور خواہاں تھے۔ اسی طرح آپ اپنی نبوت کے دعوے میں بھی رُکے رہے یہاں تک کہ خدا کے حکم سے جو بارش کی طرح وحی کی صورت میں ہُوا۔ آپ کو ماننا اور اعلان کرنا پڑا۔ کہ میں نبی ہوں اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ (بقرہ ع ۴۰) کے مطابق کہ سب سے پہلے نبی اور رسُول اپنی وحی پر ایمان لاتا ہے۔ اور پھر باقی مومن حضور علیہ السلام بھی پہلے اپنی نبوت پر ایمان لائے۔ اور پھر اعلان کیا۔ اور دعوتِ حق دی ؎

غرض یہ دونوں متوازی مسئلے ہیں۔ اور ہمیں چاہیئے۔ کہ ان دونوں مسئلوں کو ایک ہی اصول پر حل کریں کیونکہ ان میں آپ کی طبیعت۔ اور آپ کی

فطری خاکساری اور انکسار

کا دخل ہے۔ باوجودیکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو مسیحیت کا مقام عطا کیا جاتا ہے۔ مگر آپ اس کے لئے آمادہ نہ تھے۔ اور باوجودیکہ خدا تعالےٰ نے آپ کو الہامات میں بار بار نبی اور رسُول قرار دیتا ہے۔ مگر آپ دونوں عقیدوں کی تاویل فرماتے رہے۔ یہ اس لئے ہُوا تاکہ معلوم ہو۔ کہ آپ نے جو یہ دعاوی کئے ہیں۔ وُہ کوئی بناوٹ نہیں۔ بلکہ محض خدا کے حکم سے کئے ہیں۔ ورنہ آپ خطابات کے طلبگار نہ تھے۔ چنانچہ آپ کا الہام ہے ؎

"قل اجوّد نفسی من ضروب الخطاب یعنی اُن کو کہہ دے۔ کہ میرا تو یہ حال ہے۔ کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا۔ یعنی میرا مقصد اور میری مُراد ان خیالات سے برتر ہے۔ اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸)

گویا یہ چابی ہے۔ جو کہ خود خدا تعالےٰ نے بیان کی ہے۔ اس چابی سے ہی چاہیئے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ان دونوں مسئلوں کو حل کریں۔ یعنی جس طرح ہم نے اس چابی سے وفاتِ مسیح کا مسئلہ حل کیا ہے۔ اگر ہمارے اندر انصاف کا مادہ ہے۔ تو اسی طرح اس چابی سے اس کے ہم رنگ مسئلہ نبوت کو بھی حل کریں۔ کیونکہ دونوں مسائل میں تبدیلی کی وجہ سے ایک ہی رنگ پایا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تمام خدا کے نبیوں اور رسُولوں میں

ایک ہی قسم کی کیفیت

پائی جاتی ہے۔ مثلاً جب حضرت مُوسےٰ علیہ السلام کو مقامِ نبوت عطا کر کے فرعون کی طرف جانے کا ارشاد ہوا۔ تو آپ نے عرض کیا یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ۝ (شعراء ع ۱) دوسری جگہ آتا ہے۔ اَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا (قصص ع ۴) یعنی اے خدا میں اس کے قابل اور لائق نہیں۔ مجھے اس کے لئے شرح صدر نہیں۔ اور نہ ہی میں کوئی لیکچرار اور مقرر ہوں۔ اس لئے ہارون جو میرا بھائی ہے اور مجھ سے بہت زیادہ فصیح و بلیغ تقریر کر سکتا ہے۔ یہ کام اس کے سپرد فرمایا جائے۔ وُہ اس کا اہل ہے۔ اور وہی اس کے لئے موزون ہے۔

پس یہ

نبیوں کی خصُوصیت

ہے۔ کہ وُہ کوئی خطاب اور بڑائی نہیں چاہتے۔ وُہ صرف اپنے مولا کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور عام لوگوں کی طرح کسی خطاب یا عہدے کے طالب نہیں ہوتے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال ہے۔ جب آپ کو پہلی وحی ہُوئی۔ تو آپ گھبرائے۔ اور گھبرا کر اپنی زوجۂ مطہرہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے جو آپ کو اپنے رشتہ میں بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو کہ پہلی کتب کا ایک حد تک علم رکھتے تھے۔ اور ان سے حضُور نے جب سارا واقعہ بیان کیا۔ تو انہوں نے سُن کر بتایا۔ کہ یہ تو وُہی فرشتہ ہے۔ جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ یعنی جبرئیل۔ اور پھر انہوں نے بیان کیا۔ کہ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ تو آپ کی مدد کرتا۔ جب آپ کے لائے ہُوئے پیغام کو سُن کر آپ کی قوم آپ کی مخالفت کرے گی۔ اور آپ کو اپنے وطن سے نکال دے گی۔ آپ نے تعجب سے فرمایا۔ کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔ ورقہ نے کہا کہ ہاں۔ کیونکہ جب بھی کوئی خدا کی طرف سے بندہ اصلاحِ خلق کے لئے آیا۔ اس کے ساتھ یہی سلوک کرتے رہے ؎

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بھی اس ذمہ داری کو جو خدا کی طرف سے آپ کے سپُرد کی گئی۔ اٹھانے سے رُکتی تھی۔ چنانچہ جب خدا کے فرشتے نے آپ سے کہا۔ اقرأ۔ تو آپ نے عذر کیا۔ اور فرمایا۔ ما انا بقاری۔ پھر دوبارہ بھی یہی عذر کیا۔ اس کے بعد پھر جب آپ اپنی نبوت کا اعلان فرما چکے۔ تو آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا۔ من قال انا خیر من یونس بن متی فقد کذب (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۵۰۰) یعنی جو شخص میری نسبت یہ کہے۔ کہ میں یونس نبی سے بڑا ہُوں وُہ جھُوٹ کہتا ہے۔ ایسا ہی ایک اور موقعہ پر فرمایا۔ لا تخیرونی علےٰ موسیٰ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۶) کہ مجھے مُوسیٰ نبی سے افضل قرار نہ دو۔ اب گویا تو یہ انکسار۔ اور خاکساری۔ اور گویا وُہ دعوے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا۔ کہ انا سید ولد آدم (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۱) میں تمام نسلِ انسانی کا سردار۔ اور سب سے افضل ہُوں ؎

یہ عجیب بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے خود

مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے

بہت سی سچی باتیں لکھوا دیں۔ تا ان پر بعد میں حجت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کی جس خصوصیت کا میں نے ذکر کیا ہے اور جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے اس کو خود مولوی محمد علی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ مولوی صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ انبیاء کرام شہرت پسند نہیں ہوا کرتے۔ اور ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی شہرت پسند نہ تھے۔ اور پھر لکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں بھی خدا تعالےٰ نے جس شخص یعنی مسیح موعودؑ کو نبی کر کے بھیجا ہے۔ نہ بھی شہرت پسند نہیں۔ اور یہ وہ عقیدہ ہے۔ جو کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں شائع کیا۔ چنانچہ رسالہ ریویو اردو (بابت اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲) میں لکھتے ہیں:۔

"انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ تا ناپاک لوگوں کو اس اعتراض کا موقعہ نہ ملے۔ کہ وہ ایک جاہ طلب اور شہرت پسند انسان ہے۔ جس نے یہی ایک ذریعہ شہرت حاصل کرنے کا سوچ لیا ہے۔ ان کے لئے اپنے گوشہ خلوت سے باہر نکلنا سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ مگر اپنے مولا کی رضا کے لئے اور اس کی فرمانبرداری میں وہ اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ کر اسی کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ جیسا کہ متواتر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔ بلکہ ایک عرصہ دراز تک جب تک اللہ تعالےٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت لو۔ تب لیں۔ آپ کو کسی سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اور سالہا سال تک گوشہ خلوت سے باہر نہیں نکلے۔ یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔"

مگر یہ تو اس وقت کے مولوی محمد علی صاحب کے عقاید ہیں۔ جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں زندہ موجود تھے۔

آجکل کے مولوی محمد علی صاحب

کے نہیں۔ کیونکہ آج کے مولوی صاحب تو ان الفاظ کو اپنی زبان پر لانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ ایک تندرست آدمی صحت کی حالت میں عام نعماء کو استعمال کرتا ہے اور ان سے اس کی صحت ترقی کرتی ہے لیکن جب وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ اس کا معدہ بگڑ جاتا ہے۔ اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے تو وہ نعمتیں اور شیرینیاں جو وہ پہلے استعمال کرتا تھا بیماری کی حالت میں استعمال نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کو دیکھ کر اس کا جی متلاتا ہے۔ اور اس کی طبیعت قے کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ یہی حال مولوی محمد علی صاحب کا ہے۔ ریویو میں جن خیالات اور عقائد کا مولوی محمد علی صاحب نے اظہار کیا۔ وہ اس زمانہ کے ہیں جبکہ وہ تندرست تھے اور اب جب ہم ان کی ان سابقہ تحریروں کو ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو وہ بیمار آدمی کی طرح ان سے دور بھاگتے ہیں۔ بارہا ان سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ ان تحریروں کے نیچے صرف اتنا لکھ دیں۔ کہ میرے عقائد اب بھی یہی ہیں۔ مگر باوجود ہمارے مطالبہ کے وہ ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ اور اپنی سابقہ تحریرات کی تصدیق کرنا ان کو ایک مصیبت نظر آتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ صاف یہی ہو سکتی ہے کہ اب ان کی صحت بگڑ گئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ والی تندرستی کو اب وہ کھو بیٹھے ہیں۔ اب ان کا معدہ بگڑ گیا ہے۔ اس لئے وہ نعمتیں جو پہلے وہ خود بھی استعمال کرتے تھے۔ اور دوسروں کے آگے بھی رکھتے تھے۔ اب ان کو ہاتھ بھی لگا نہیں سکتے۔ ہاں دوسرے بیماروں اور ان میں ایک فرق ہے جسمانی طور پر جو بیمار ہوتے ہیں۔ اور پہلی لذیذ اور مقوی غذائیں استعمال نہیں کر سکتے۔ وہ عام طور پر سمجھتے ہیں۔ کہ وہ نعمتیں تو اب بھی نعمتیں ہیں۔ اور اگر وہ ان کو استعمال نہیں کر سکتے۔ تو اس لئے استعمال نہیں کر سکتے کہ ان کی اپنی صحت بگڑ گئی ہے لیکن مولوی صاحب ہیں کہ ان کو اپنی بیماری کا قطعاً احساس نہیں۔ وہ اب بھی اپنے آپ کو تندرست ہی خیال کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو بیوقوف خیال کرتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کی صحت میں اب فرق آگیا ہے۔ جن بیماروں کو اپنی بیماری کا احساس ہوتا ہے۔ وہ تو کوشش کرتے ہیں کہ ان کی صحت بحال ہو جائے۔ اور پھر وہ ان نعمتوں کو استعمال کر سکیں جن کو وہ پہلے استعمال کرتے تھے۔ اور جن کو دیکھ کر اب ان کا دل للچاتا ہے۔ مگر اس بیمار کا کیا حال جو اپنے تئیں بیمار ہی خیال نہیں کرتا۔

مولوی صاحب تعلیم یافتہ ہیں۔ ان کو سمجھ لینا چاہئے تھا کہ جس نعمت کو میں پہلے عرصہ دراز تک کھاتا رہا۔ اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا۔ اب اپنی الفاظ کے دہرانے سے مجھے کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ اور ان تحریرات کے نیچے دستخط کرنے سے اب میں کیوں گھبراتا ہوں۔ کیا یہ میری بیماری کی وجہ سے تو نہیں ہے۔ اور کیا میرے اپنے نفس کے اندر کوئی تغیر تو پیدا نہیں ہو گیا۔ جس سے یہ نعمت اب مجھے بری لگنے لگ گئی ہے۔ اور وہ اس کے علاج کی طرف توجہ کریں۔ مگر افسوس کہ وہ بیماری کے باوجود یہ نہیں سمجھ سکے کہ وہ پلاؤ اور شیرینیاں اور پھل جو میں پہلے کھاتا تھا۔ اور ان سے لذت اٹھاتا تھا۔ اور دوسروں کو بھی کھلاتا تھا۔ اب کیوں ان سے نفرت ہو گئی ہے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔

غرض نبوت مسیح موعودؑ کا مسئلہ اور دعویٰ مسیحیت کا سوال دونوں بالکل آپس میں متشابہ ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اس سوال کو حل کر دیا ہے پس

ہمارا فرض

ہے کہ جو تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود کی ہے اسکو ہم شرح صدر سے قبول کریں اور اس پر ایمان لائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر کون انکی تشریح کر سکتا ہے۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

قرضہ پچاس ہزار میں اخیر ستمبر تک شمولیت ضروری ہے

قرضہ پچاس ہزار روپے کیلئے شروع ماہ جولائی میں تحریک کی گئی تھی۔ اور بہت سے احباب کو فرداً فرداً علیحدہ چٹھیاں بھی بھیجی گئی تھیں۔ اور درخواست کی گئی تھی کہ اخیر ستمبر ۱۹۴۱ء تک مطلوبہ رقم پوری ہو جانی ضروری ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تحریک کئے ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں۔ لیکن مطلوبہ رقم کی ایک چوتھائی بھی ابھی تک وصول نہیں ہوئی۔

اخیر ستمبر تک اس رقم کا وصول ہو جانا اس لئے بھی ضروری تھا کہ انجمن کے مالی سال کی اول ششماہی میں جو کہ اکتوبر میں ختم ہوتی ہے انجمن کی مرہونہ جائیداد کو واگزار کر دیا جانا۔ تا انجمن کو جائیداد مرہونہ کی دوسری ششماہی کے کرایہ کی بچت ہو جاتی۔

مجھے توقع تو ہے بفضلہ تعالےٰ کہ جماعت کے زندہ دل اور فرض شناس احباب مطلوبہ رقم ضرور پوری کر دیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ لیکن اگر بر وقت یہ رقم وصول ہو جائے تو دینے والوں کو دوہرا ثواب ہو گا۔ پس جو احباب قرضہ پچاس ہزار میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور جنہوں نے ابھی تک قرضہ دینے کے متعلق فیصلہ نہ کیا ہو۔ براہ مہربانی جلد فیصلہ کر کے اخیر ستمبر تک روپیہ ادا فرما کر دوہرا ثواب حاصل کریں۔

نیز ان تمام احباب کی خدمت میں جن کو فرداً فرداً چٹھیاں بھیجی جا چکی ہیں۔ درخواست ہے اور تاکید ہے۔ کہ وہ نفی میں یا اثبات میں جو بھی صورت ہو جلد جواب بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

از دو عالم برپسند د لذتِ دیدارِ دوست
طرفہ مشتاقے بود دیوانۂ ہشیار دوست

دیں قیامت بیں کہ ازاں نرگسِ شہلا رُود
تا قیامت کم نگردد نشۂ سرشارِ دوست

اوّلیں شرط است اینجا رخت ہستی سوختن
پا منہ اے مدعی در وادیٔ پُرخارِ دوست

قطعِ منزل کرد نتواں جز براں نقشِ قدم
سالکے باید کہ باشد رفتۂ رفتارِ دوست

خارخارِ دشت را از خونِ پا گلگوں نما
گر تو مے خواہی رسی در گلشن بے خارِ دوست

پرتوِ اخلاقِ احمد گر نہ کردی امتحاں
حالیا بنگر بحالِ زمرۂ انصارِ دوست

حضرت منشی ظفر احمد بہ عینِ قلب دید
جنت الفردوس اندر سایۂ دیوارِ دوست

او بحضرت باریاب آمد بعمرِ بست سال
بود باقی عمر در اوّل صفِ بیکارِ دوست

آں نگاہے بے خبر از ماسوا انداختش
بہرۂ بسیار بُرد از پرتوِ انوارِ دوست

پیکرِ ایمان و عرفاں مہبطِ نورِ یقیں
جانِ اخلاص و محبت خادمِ غمخوارِ دوست

حاصلِ عشق و وفا سرمایۂ صدق و صفا
دوست زو خوشنود او خوشنود اندر کارِ دوست

بود در جنابِ مقدس کاتبِ تقریرِ یار
نیز در دہلی ہمانا قاصدِ طیارِ دوست

در سفرہا ہمرکاب و در حضرہا ہمقریں
دوست آسا بہرہ ور از اندک و بسیارِ دوست

بس ہمے را معادن بس نشانے را گواہ
سینۂ او سربسر گنجینۂ اسرارِ دوست

زندہ تاریخِ جماعت از سرِ آغازِ کار
حاملِ آثار و خود ہم نیز از آثارِ دوست

بس دقیق الفہم پُر اخلاص مردِ حق شناس
از براَیش ہم چنیں بود است خود اظہارِ دوست[1]

شیوۂ او استقامت حسنِ ظن حسنِ ادب
ایں عبارت بنگری ہم نیز در اخبارِ دوست

بہرہ ور از عشقِ صادق با خدا او با رسول
ایں معانی ہم رقم زد کلکِ گوہربارِ دوست

راحتِ غم لذتِ آزار کم یابد کسے[2]
خاصگاں یابند ایں انعام از سرکارِ دوست

آتشِ شوق آنچناں در سینہ اش بالا گرفت
دمبدم سیراب شد از فیضِ دریا بارِ دوست

یم بہ یم بادہ چو ساقی خم بہ خم باید زدن
درخورِ ہمت بباید ساغرِ میخوارِ دوست

ہمتِ عالی بخواہد ظرفِ عالی راہے
جز بہ فضلِ حق تعالیٰ کس نگردد یارِ دوست

داغہائے عشقِ احمد تازہ باید داشتن
اے غلامانِ اولی العزم و اولی الابصارِ دوست

لحظہ لحظہ بود کارش یادِ یارِ مہرباں
لمحہ لمحہ گفتگویش نیز از گفتارِ دوست

یارِ خود را طالبِ خود یار اندر خواب دید
بود از آں وقت ہر دم طالبِ دیدارِ دوست

از طبیباں فارغ آمد و ز شفاہا بے نیاز
ہیچ بیمارے نبود او بود خود بیمارِ دوست

دردِ درماں زخم مرہم موت برگردد حیات
زندۂ جاوید ماند عاشقِ غمخوارِ دوست

مے بود عینِ صواب مے شود عینِ مراد
ہرچہ مے آید پسندِ مرضیٔ مختارِ دوست

تا اجل آمد محبت ہیچ نقصانے ندید
عاشقے در قربتِ محبوب تربت برگزید

مرگِ عالم را کہ مرگِ عالمے نامیدہ ام
بینوائے کوئے احمد را چہ نامیدہ ام

یک جہاں دیوانہ آمد یک جہاں مست و خراب
رشحۂ از جامِ ساقی را چہ نامیدہ ام

بر رہِ دیں گر نباشد زندگی باشد حباب
در رہِ دیں زندگی را قلزمے نامیدہ ام

آدمی حق بیں کہ باشد آدمِ وقتِ خود است
مردِ حق بیں را ہمانا آدمے نامیدہ ام

عمرِ او ہشتاد و از آں احمدیت شصت سال[3]
شصت سالِ زندگی را یکدمے نامیدہ ام

حادثہ دشوار لیکن صبرِ ازاں دشوار تر
غم فراواں بود من اورا کمے نامیدہ ام

بحرِ بے پایاں بود زاں اشکِ بے پایاں است
قطرہ را دریا و دریا را کمے نامیدہ ام

گریہ برمے خیزد از دل ضبط افشارد گلو
نالہ ہائے نیم کش را زمزمے نامیدہ ام

از دہانِ زخم گویم ماجرائے دردِ دل
پرسشِ احباب خود را مرہمے نامیدہ ام

من بحالِ خویش گریم نیک پنداری اگر
نابکاری ہائے خود را ماتمے نامیدہ ام

او ز فضلِ حق تعالیٰ در نہایات الوصال
ما و مجبوری و مہجوری و صد حزن و ملال

دجلہ ہا سرمے زند از دیدۂ خونبارِ ما
نالہ ہا برمے جہد از سینۂ انگارِ ما

مشتِ خاشاکے چہ دارد ایں سرِ برگشتہ کج
کارِ ما مے ساز خود اے دلبرِ دلدارِ ما

بر امیدِ فضلِ بے پایانِ تو در آمدیم
ورنہ بر فردِ گنہ ثبت است خود اقرارِ ما

کارِ ما گردد روا از لطفِ بے اندازہ ات
خود تو مے دانی کہ کارِ تست ہم ایں کارِ ما

عاجز و مسکین و نالاں بر درت افتادہ ایم
فضلِ خود بسیار کن اے فضلِ تو بس یارِ ما

در پریشانی ہمہ حرفِ پریشاں مے زند
مظہرِ کج مج زباں ایں مطلبِ مختارِ ما

"راہ باریک است و شب تاریک و مرکب لنگ و پیر"[3]
"اے سعادت رُخ نما و اے عنایت دستگیر"

[3] بجواب قمری

غمزدہ خاکسار محمد احمد از کپورتھلہ

---

[1] ازالۂ اوہام [2] تلمیح بروایت مرحوم " دہلی سے حضور نے ایک خط بھیجا۔ لفافہ پر محمد خاں صاحب مرحوم منشی اروڑا صاحب مرحوم اور میرا نام لکھا تھا۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ یہاں کے لوگ اینٹ پتھر بہت پھینکتے ہیں۔ اور علانیہ گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ میں بعض دوستوں کو اس ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تینوں صاحب فوراً چلے آئیں۔ ہم تینوں کچہری سے اٹھ کر چلے گئے گھر بھی نہیں آئے۔"

من انصاری الی اللہ

کوشش کریں کہ آپ کا سال ہفتم کا چندہ تحریک جدید ۳۰ ستمبر تک مرکز میں پہنچ جائے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کی دی ہوئی توفیق سے "تحریک جدید کے جہاد اکبر" میں وہ مخلصین متواتر دس سال تک رضاء الہٰی کے لئے قربانیاں کرتے چلے جائیں گے۔ ان کی نسبت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اولوالعزم کا فیصلہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ اپنی خوشی اور اپنی مرضی سے بغیر کسی قسم کے جبر و اکراہ کے اشاعت اسلام و احمدیت کے لئے قربانیاں کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کے نام "مطبوعہ تاریخی یادگار" ایک کتاب میں محفوظ کر دیئے جائیں گے۔ تا آنے والی نسلیں ان کے لئے دعائیں کریں۔ اور آسمان پر خدا کے فرشتے ان کی قربانیاں اور ایثار کی تعریف کریں۔

ایسی اہم تحریک کے متعلق ہر مخلص احمدی کی خواہش۔ تڑپ اور دلی رغبت ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے موعود خلیفہ کے حضور کئے ہوئے وعدہ کو جلد سے جلد پورا کرے۔ تا وہ جہاں خدا تعالیٰ کے حضور ثواب کا امیدوار ہو۔ وہاں وہ اپنے امام کی دعاؤں میں بھی شامل ہو سکے۔

بہت ہیں جنہوں نے ۳۱ مئی تک اپنے وعدے ادا کر کے السابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش کی۔ اور بہت ہیں جنہوں نے یکم ستمبر تک ادا کرنے کی جد و جہد کی۔ کیونکہ مومن کی شان یہی ہے۔ کہ وہ ہر نیکی کے حاصل کرنے میں پوری توجہ سے کام لے۔ مگر آپ یکم ستمبر تک ادا نہیں کر سکے۔ اب آپ کی مومنانہ شان کا یہ تقاضا نہیں کہ اگر آپ پہلے نمبر میں نہیں آ سکے تو دوسرے نمبر میں بھی شامل ہونے کی کوشش چھوڑ دیں۔ چونکہ تحریک جدید سالِ ہفتم کی آخری سہ ماہی شروع ہے۔ اور سال ہفتم خاتمہ کے قریب پہنچ رہا ہے۔ اور مومن کا قدم کبھی پیچھے نہیں پڑتا۔ بلکہ آگے بڑھتا ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا۔ اس کا ایمان اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ وعدہ سے بھی زیادہ عمدگی سے ادا کرے۔

ذیل میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد اس لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ آپ نہ صرف اپنا وعدہ ستمبر میں ادا کریں بلکہ اپنے حلقہ اور اپنی جماعت کے احباب کے وعدے بھی ۳۰ ستمبر تک مرکز میں داخل کر کے ان کے ثواب میں شریک ہوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱) "دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے جسے کسی سال میں اتفاقاً پہلا نمبر نہ ملے اس کا دوسرے نمبر کے حصول کی کوشش نہ کرنا اپنے نفس سے دشمنی ہے۔ اگر کسی کو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری حاصل نہیں ہوتی۔ تو وہ تحصیلداری کی کوشش کرتا ہے۔ تمام دنیاوی کاموں میں یہ جد و جہد جاری ہے۔ پھر دین میں دوسرے درجہ کے حصول سے بے پرواہی کہاں کی عقلمندی ہے!

(۲) "اگر معذوری سے آپ پہلی فہرست میں شامل نہیں ہو سکے تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور پہلی فہرست میں آ جائیں گے۔ بشرطیکہ اب سستی سے کام نہ لیں۔" (آپ پوری کوشش کر کے ستمبر میں ادا کر دیں)

(۳) "اگر آپ سستی سے وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ تو اب اسے پورا کر کے توبہ و استغفار کے ذریعہ اپنی غلطی کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اب بھی سستی جاری رہی تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔" (اگر آپ نے ۳۱ اگست تک ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ تو اس کے ازالہ کا طریق یہ ہے۔ کہ نہ صرف ستمبر میں وعدہ پورا کریں۔ بلکہ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار سے کام لیں)

(۴) "آپ ایک برگزیدہ الٰہی جماعت میں سے ہیں۔ السابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش کرنا آپ کا حق ہے جس کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔"

(۵) "اگر آپ وعدہ پورا کر چکے ہیں۔ تو خاص طور پر دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ دوسرے بھائیوں کو بھی وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(۶) "اگر آپ تحریک جدید کے عہدہ دار ہیں۔ تو آج ہی سے دوسرے مخلصین کی امداد سے بقایوں کی وصولی میں لگ جائیں تا اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے اور آپ کے خاندان کے شامل حال ہو۔" (عہدہ دار احباب اس طرف فوری توجہ فرمائیں دوسرے ذی اثر صاحب رسوخ احباب کو ساتھ لے کر گھر بہ گھر پھر کر وصولی کریں۔ تا حضور کے ارشاد کی تعمیل کر کے آپ بھی ثواب لے سکیں)

(۷) "کوشش کریں۔ کہ آپ کا اور آپ کے سب علاقہ کے لوگوں کا وعدہ اول تو ماہ ستمبر میں ورنہ اکتوبر میں پورا ہو جائے۔"

(۸) "اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آپ کو توفیق دے۔ کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص خادم ہوں۔ ہر گز غافل نہ ہوں۔" تحریک جدید میں حصہ لینے والے وہ اصحاب جو اپنا وعدہ سو فیصدی پورا نہیں کر سکے۔ انہیں ۳۰ ستمبر تک اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

(خاکسار:۔ برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا سالانہ امتحان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان ہر سال نظارت تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔ امسال یہ امتحان انشاء اللہ ماہ نبوت (نومبر) میں ہو گا۔ جس کے لئے براہین احمدیہ حصہ چہارم اور ایام الصلح اردو مقرر کی گئی ہیں۔ امتحان میں شامل ہونے والوں کی دو فہرستیں پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری قسط اب ذیل میں درج ہے۔ جن احباب اور بہنوں نے ابھی تک اپنے نام نہ بھجوائے ہوں۔ وہ اب بھجوا دیں۔

۷۷۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی قادیان
۷۸۔ " علی احمد صاحب "
۷۹۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب "
۸۰۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔اے "
۸۱۔ " محمد حنیف صاحب "
۸۲۔ " قمر الدین صاحب "
۸۳۔ " عبد العزیز صاحب "
۸۴۔ " برکت علی صاحب "
۸۵۔ " محمد بخش صاحب "
۸۶۔ " حسن محمد صاحب "
۸۷۔ " نواب الدین صاحب "
۸۸۔ " بشیر احمد صاحب دینی "
۸۹۔ " شاہ دین صاحب "
۹۰۔ " عبد السعید شاہ صاحب "
۹۱۔ " غلام حیدر صاحب "
۹۲۔ " غلام محمد صاحب عبد "
۹۳۔ ڈاکٹر محمد فضیل خان "
۹۴۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ قادیان
۹۵۔ " عبد الاحد صاحب "
۹۶۔ ماسٹر نذیر حسین صاحب چغتائی "
۹۷۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر "
۹۸۔ پیر محمد عبد اللہ صاحب نثار "
۹۹۔ مولوی محمد حفیظ صاحب "
۱۰۰۔ " شوکت حسین صاحب "
۱۰۱۔ حافظ شفیق احمد صاحب "
۱۰۲۔ مولوی بشیر احمد صاحب جامعہ احمدیہ "
۱۰۳۔ " نور الحق صاحب " "
۱۰۴۔ " محمد منور صاحب " "
۱۰۵۔ " فضل الٰہی صاحب " "
۱۰۶۔ " غلام باری صاحب " "
۱۰۷۔ " ناصر الدین صاحب " "
۱۰۸۔ " جلال الدین صاحب " "
۱۰۹۔ " نصیر الدین صاحب " "
۱۱۰۔ " عبد الرحیم صاحب " "

چراغ دین صاحب جامعہ احمدیہ قادیان (۱۳۰) عبد الرشید صاحب جامعہ احمدیہ قادیان (ناظر تعلیم و تربیت)

جماعت احمدیہ کے گزشتہ ہفتہ کے اہم واقعات

(۱)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ ابھی تک ڈلہوزی میں تشریف فرما ہیں۔ حضور کی طبیعت اس ہفتہ اللہ تعالٰے کے فضل سے عام طور پر اچھی رہی۔

حرم اول حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے ڈلہوزی سے واپس تشریف لے آئی ہیں۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی سی۔ ایس ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سرگودھا سے معہ بیگم صاحبہ تشریف لائے۔ اور پھر معہ حرم ثانی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب۔ اور صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب ابن حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کو چند روز بخار کی شکایت رہی۔ درجۂ حرارت ۱۰۴ تک پہونچ گیا تھا۔ مگر اب بفضل خدا آرام ہے۔

(۲)

اس ہفتہ کا ایک افسوسناک واقعہ حضرت میر مہدی حسین صاحب کی وفات ہے جو ۱۳ اگست کو ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ باوجود وصیت مکمل نہ ہونے کے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے نے بذریعہ فون آپ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور آپ قطعہ خاص صحابہ میں دفن کئے گئے۔ احباب مرحوم کی بلندئ مدارج کے لئے دعا کریں۔ آپ نے ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۳)

نظارت بیت المال کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے نے مولوی ابوالفضل صاحب محمود کو چندہ لینے کی جو اجازت دی ہوئی تھی وہ بعض اخلاقی اور انتظامی وجوہ کی بناء پر حضور نے منسوخ فرما دی ہے اسلئے آئندہ مولوی ابوالفضل صاحب کو کوئی چندہ نہ دیا جائے۔

(۴)

درجۂ ثالثہ جامعہ احمدیہ یعنے مبلغین کلاس کا داخلہ عنقریب ہونے والا ہے ناظر صاحب تعلیم و تربیت نے اعلان فرمایا ہے کہ جو مولوی فاضل طلباء درجۂ ثالثہ میں داخل ہونا چاہیں۔ وہ اپنی درخواستیں ۱۲ ستمبر تک دفتر تعلیم و تربیت میں بھجوا دیں۔ طلباء کو ایک بورڈ کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ انٹرویو کی تاریخ سے بعد میں مطلع کر دیا جائے گا۔

(۵)

فاضل قصاب کے مقدمہ کے سلسلہ میں اس کے چچا مسمی شادی کی طرف سے ہائیکورٹ میں جو یہ درخواست دی گئی تھی کہ اس مقدمہ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی عدالت سے کسی دوسرے مجسٹریٹ کے پاس منتقل کیا جائے۔ ۲۸ اگست کو جسٹس عبدالرشید صاحب نے اس درخواست کی سماعت کرتے ہوئے اسے مسترد کر دیا۔ گویا اب پھر اس مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی عدالت میں ہوگی۔

(۶)

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے کی تحریک پر جن احباب نے ۳۱ اگست تک سال ہفتم کے وعدے پورے کر دیئے تھے ان تمام کے اسماء یکم ستمبر کو فنانشل سیکرٹری صاحب تحریک جدید نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے کی خدمت میں بغرض دعاء پیش کر دیئے۔

فنانشل سیکرٹری صاحب نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک چندہ تحریک جدید کا بقایا ادا نہیں کیا۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر ان کی طرف سے ۳۰ ستمبر تک بقایا وصول نہ ہوا یا ۳۰ ستمبر تک انہوں نے باقساط اپنا چندہ ادا کرنا شروع نہ کر دیا۔ یا انہوں نے دفتر سے مزید مہلت حاصل نہ کر لی۔ تو ان کے نام ۳۰ ستمبر کے بعد سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کے حضور پیش کرنے پر دفتر مجبور ہوگا۔ اس کے بعد ایسے تمام اصحاب کے نام اخبار میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ حضور اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرما چکے ہیں کہ میرے نزدیک ایک طرف اگر مخلصین کا اخلاص ایسا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ تو دوسری طرف یہ دھوکہ بازی بھی ایسی ہے جو عبرت کے طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ پس وہ تمام لوگ جن کے ذمہ گزشتہ سالوں کا بقایا ہے۔ انہیں اپنا بقایا جلد سے جلد صاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ان کا نام بقایا داران میں شائع نہ ہو۔

(۷)

انچارج صاحب تحریک جدید نے اعلان کیا ہے کہ بعض دوست تفسیر کبیر کے مطالعہ کا بے حد شوق رکھتے ہیں مگر بوجہ مالی مشکلات وہ صرف نصف قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ اگر مخیر اصحاب ثواب حاصل کرنے کی نیت سے تفسیر کبیر کی نصف قیمت یعنی تین روپے ادا کر دیں۔ تو ان کی مدد سے ایسے دوست تفسیر کبیر حاصل کر سکتے ہیں۔ جو صاحب اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ امدادی روپیہ محاسب صاحب کی خدمت میں بھیج کر انچارج صاحب تحریک جدید کو اطلاع بھجوا دیں۔

(۸)

انچارج صاحب تحریک جدید نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ احباب جماعت کے زیر تبلیغ سنجیدہ سکھ اصحاب میں سے جو دوست اس بات کے خواہشمند ہوں۔ کہ ان کے نام اخبار "نور" کچھ عرصہ کے لئے مفت جاری کیا جائے۔ ان کے اسماء اور مکمل پتوں سے دفتر تحریک جدید کو جلد مطلع کیا جائے۔ اگر اس اعلان کو سکھ اصحاب میں سے کوئی ملاحظہ فرمائیں اور وہ اخبار نور پڑھنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ تو براہ راست دفتر تحریک جدید قادیان کو اطلاع دے دیں۔

(۹)

ناظر صاحب بیت المال نے اعلان کیا ہے۔ کہ جماعت ہائے احمدیہ کو آخر ماہ مئی میں فارم وعدہ ہائے چندہ جلسہ سالانہ و چندہ خاص بغرض خانہ پری بھیجے گئے تھے۔ مگر اب تک بہت کم جماعتوں کی طرف سے یہ فارم مکمل ہوکر واپس آئے ہیں۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کو اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور بہت جلد فارم پُر کرکے بھیج دینے چاہئیں۔

(۱۰)

اس ہفتہ الفضل میں جو مضامین شائع ہوئے۔ ان کی ایک مختصر فہرست یہ ہے

(۱) جہاد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منسوخ نہیں کیا (۲) بدھ مت کی تعلیم (۳) طلاق کے متعلق اسلام کی پرحکمت تعلیم (۴) غیر مبایعین کا تبلیغی پروگرام (۵) احمدیت محمدیت کا ہی عکس ہے (۶) مسئلہ کفر و اسلام اور جناب مولوی محمد علی صاحب (۷) سرزمین کابل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی اور اخبار زمیندار (۸) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگیں اور یوروپین معترض (۹) موجودہ جنگ کے بعد کیا ہوگا۔ اور کیا ہونا چاہیئے۔ (۱۰) اسلامی نماز کے متعلق چند آداب۔ (۱۱) ستارے اور سیارگان (۱۲) ہر دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں (۱۳) احمدیت کے مقاصد (۱۴) احمدیت کے ذریعہ دنیا کی روحانی فتح اور چالیس مومن (۱۵) حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ (۱۶) مسلمانوں کی عملی حالت اور امر بالمعروف سے بے اعتنائی۔ (۱۷) ستیارتھ پرکاش اور آریہ صاحبان (۱۸) ہولناک جنگ کے گزشتہ دو سال (۱۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کوئی کام کرنے میں عار نہ سمجھتے تھے۔ (۲۰) پیشگوئیوں اور معجزات کے متعلق چند اصولی باتیں۔

اس کے علاوہ مملکت ایران میں حال ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو عظیم الشان نشان پورا ہوا ہے اور جس کی خبر "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد" کے الہام میں دی گئی تھی اس پر دو مضمون لکھے گئے۔ جن میں مملکت ایران کو پیش آنے والے واقعات

نفع مند کام پر روپیہ لگانے والوں کیلئے عمدہ موقعہ

جو دوست اپنا روپیہ کسی نفع مند کام پر لگانا چاہیں۔ انہیں چاہئیے کہ میرے ساتھ خط وکتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائداد کی کفالت پر لیا جائے گا۔ جو انشاء اللہ ہر طرح محفوظ رہے گا اور نفع لائے گا۔

(فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال)

قادیان میں ایک سب اوورسیئر کی ضرورت

تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی خواہشمند احباب درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹس مقامی عہدیداران کی تصدیق کے ساتھ جلد نظارت ھذا میں ارسال فرمائیں۔ ریٹائرڈ سب اوورسیئر بھی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔

ناظر امور عامہ
سلسلہ عالیہ احمدیہ
قادیان

جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق
طبیہ عجائب گھر

کے متعلق تحریر فرماتے ہیں میں نے دہلی میں قریباً اٹھارہ سال گذارے ہیں وہاں کے بڑے بڑے دواخانے دیکھے۔ انکی دوائیں منگوائیں۔ استعمال کیں اور کرائیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں۔ کہ طبیہ عجائب گھر کے پروپرائٹر صاحب نے جو ادویات ادنیٰ بوٹیوں سے لیکر اعلیٰ جواہرات تک کی متعدد اقسام بہم پہنچائی ہیں۔ اور ہر قسم کی ادویہ جس دیانتداری اور شوق سے ان مفردات کو مرکبات بنا نیکا کام کیا ہے۔ وہ واللہ بالکل نہایت ہی قابل قدر اور لائق داد ہے۔ جس جذبہ خدمت خلق سے متاثر ہو کر مالک طبیہ عجائب گھر نے جو ایک حکیم حاذق بھی ہیں۔ یہ عجائب دواخانہ کھولا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمیٰ طبیہ عجائب گھر ہے اللہ تعالیٰ خانصاحب کو اسکی جزائے خیر دے۔ اور ان کی اس تمام کئی سالوں کی کوشش کو ان کیلئے بار آور اور بہتر اور مخلوق خدا کیلئے نافع بنائے آمین۔ دل تو چاہتا ہے کہ انکی ہر ایک چیز کی تفصیل کے ساتھ تعریف کی جائے۔ مگر وہ اس قدر بے شمار ہیں۔ کہ صرف نام ہی ان عجائبات کا اگر لکھا جائے۔ تو کئی صفحے لکھنے پڑتے ہیں خدا خود اگر کسی کو طبیہ عجائب گھر کے دیکھنے کا موقع دے۔ تو وہ میری اس تحریر اور رائے کو اپنے معائنہ اور چشم دید حالات کے نتیجہ میں ایک ہی حصہ مصداق قرار دینے میں تامل کریگا۔ اس لئے بقول بہ نطق و اعلیٰ قوت نا مناسب و دقت کی ہیں اپنے عجز کا اعتراف کرکے اس مختصر اظہار حقیقت پر بس کرتا ہوں

خاکسار۔ خادم سلسلہ میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان ۸-۸-۴۱

خطبہ نمبر ہندو مسلم لیڈروں کے نام جاری کرائیے

گزشتہ سال بہت سے احباب نے ہندوستان کے قریباً تمام ہندو مسلمان لیڈروں کے نام الفضل کا خطبہ نمبر جاری کرایا تھا۔ ان لیڈروں میں گاندھی جی۔ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو۔ پنڈت مالویہ جی۔ مولانا ابوالکلام صاحب مسٹر جناح تک بھی شامل تھے۔ ان اور دوسرے تمام لیڈروں کے نام سارا سال خطبہ نمبر جاتا رہا اور وہ اس کا مطالعہ کرتے رہے۔ اب پھر اس سلسلہ کو جاری کرنا چاہئیے پس احباب دو روپیہ سالانہ بھیج کر جس لیڈر کا نام لکھیں۔ ان کو سال بھر خطبہ نمبر بھیجا جائے گا۔

(مینیجر الفضل)

روزنامہ الفضل خریدنا کیوں ضروری ہے

تمام استطاعت رکھنے والے احمدی احباب کے لئے ضروری ہے کہ وہ روزنامہ "الفضل" جو جماعت احمدیہ کا واحد روزنامہ آرگن ہے خریدیں کیونکہ:۔

(۱) "الفضل" حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خیر و عافیت اور حالات سے روزانہ باخبر رکھتا ہے (۲) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ اور دوسری تقاریر سب سے پہلے جماعت تک پہنچاتا ہے (۳) بزرگان سلسلہ علماء اور مبلغین کے متعلق اطلاعات۔ اہم مرکزی واقعات اور سلسلہ کے اہم کاموں اور ضرورتوں سے آگاہ کرتا ہے (۴) سلسلہ احمدیہ کے مجاہدین کی تبلیغی رپورٹیں پیش کرکے بیداری اور قوت عمل پیدا کرتا ہے (۵) بزرگان و علمائے جماعت کے مذہبی۔ علمی۔ اخلاقی۔ تمدنی مضامین تجارتی و صنعتی معلومات۔ سلسلہ کے خلاف مخالفین کی غلط بیانیوں کی تردید۔ اسلام اور احمدیت پر اعتراضات کے جوابات شائع کرتا ہے (۶) احمدی دوستوں کے لئے روحانی غذا کا کام دیتا ہے نیز ان کے لئے تبلیغ کا مؤثر ذریعہ ہے (۷) آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم فریضہ کی طرف توجہ دلا کر آپ کے لئے روحانی ترقی کا سامان بہم پہنچاتا ہے (۸) جنگ کی اہم اور ضروری خبریں خلاصۃً دوسرے اخبارات کے ساتھ شائع کرتا ہے۔

ہم ان تمام احباب سے جو الفضل کے خریدار نہیں۔ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اسکی خریداری قبول فرمائیں اور ان روحانی فوائد سے متمتع ہوں۔ جو اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ روزنامہ "الفضل" کا سالانہ چندہ پندرہ روپے ہے۔

(مینیجر)

دی۔پی وصول کر لئے جائیں!

حسب اعلانات سابقہ ۱۰ ستمبر کو احباب کے نام دی۔پی ارسال کر دیئے جائینگے جن احباب کی طرف سے چندہ وصول ہو چکا ہے۔ یا ادائیگی کے متعلق اطلاع آچکی ہو۔ انکے وی۔پی روک لئے گئے ہیں۔ وعدہ کرنیوالے احباب کو چاہیئے۔ کہ حسب وعدہ رقم ارسال فرما دیں۔ دیگر تمام احباب کا فرض ہے۔ کہ دی۔پی وصول فرما دیں۔ ہر دفعہ کچھ تعداد ایسے احباب کی نکل آتی ہے۔ جو نہ چندہ کی ادائیگی کرتے ہیں۔ اور نہ ادائیگی کے متعلق دفتر کو قبل از وقت اطلاع دیتے ہیں لیکن جب وی۔پی جاتا ہے۔ تو واپس کر دیتے ہیں۔ یہ طریق سراسر نقصان دہ ہے۔ جس سے احباب کو احتراز کرنا چاہیئے۔

"مینیجر"

محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو!

آپ کی فیمسرین کریم میں نے ایک عزیز کو منگا کر دی تھی۔ جنکا چہرہ مہاسوں (کیلوں) کی کثرت سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا چیچک نکلی ہوئی ہے اور اس قسم کے کئی مہاسے تھے۔ کہ کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا مہاسوں کے انجکشن بھی کروا چکی تھیں۔ مگر میں خوشی سے اب یہ لکھنے کے قابل ہوں کہ خدا کے فضل سے فیمسرین کریم نے یہ اثر دکھایا ہے۔ کہ انکا چہرہ مہاسوں سے پاک ہے۔ اور داغ بالکل معدوم ہو چکے ہیں۔ بلکہ رنگ بھی پہلے سے نکھر آیا ہے۔ اور اب بھی وہ اس خوف سے کہ دوبارہ پھنسیوں کا دورہ نہ ہو جائے۔ اسے برابر استعمال کئے جاتی ہیں۔ اور آپ کی وہ ممنون ہیں۔ فیمسرین کریم بلاشبہ کیلوں چھائیوں۔ بدنما داغوں الغرض چہرہ اور جلد کی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ خوبصورت بناتی ہے۔ خوشبودار ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ ہر جگہ بکتی ہے۔ اپنے شہر کے جنرل مرچنٹس اور مشہور دوا فروشوں سے خریدیں۔

دی۔پی منگوانے کا پتہ:۔ فیمسرین فارمیسی منٹگمری (پنجاب)
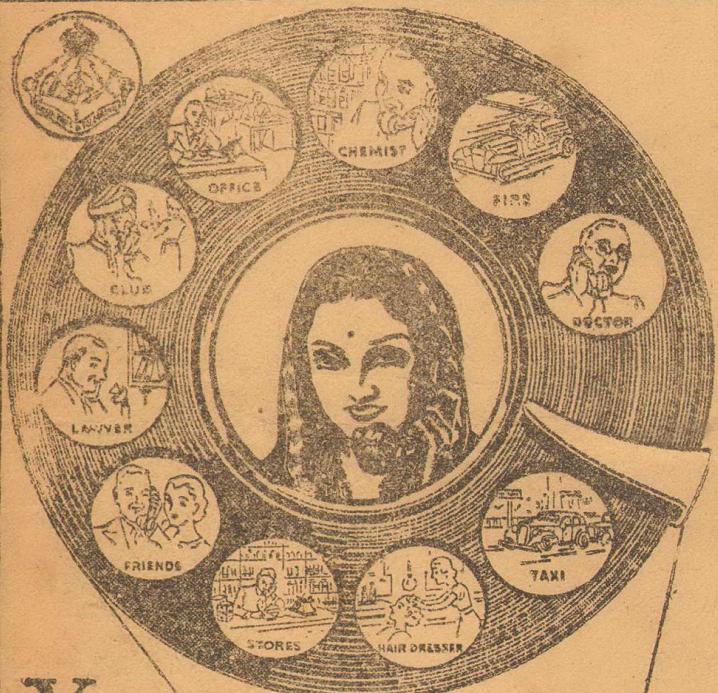
YOUR WORLD—on your table!

آپ اس خوشی اور تحفظ کے احساس کا تصور فرمائیں جو آپ کو اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ آپ ایک سیکنڈ کے نوٹس پر اپنے دوست سے ڈاکٹر سے کیمسٹ سے۔ دوکاندار سے۔ پولیس سے صرف اپنے ٹیلیفون کے کسی نمبر کو ڈائل کرکے گفتگو کر سکتے ہیں

ٹیلیفون حاصل کرکے اپنی زندگی کو آسان بنائیں

نرخ

(سوائے احمد آباد بمبئی کلکتہ۔ کراچی اور مدراس کی ٹیلیفون ڈسٹرکٹ سسٹم کے)

ماہوار:۔ ۱۶ روپیہ سے ۱۸ روپیہ تک

سالانہ:۔ ۱۶۸ روپیہ سے ۱۹۲ روپیہ تک

کم سے کم عرصہ دو ماہ

لگوانے کی فیس دس روپیہ ۱۰/-

IT PAYS TO OWN A

TELEPHONE

NO 8

مجرّب اور خالص ادویّہ!

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہو۔ تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ادویہ آپ کو مہیا کر کے دیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے دواخانہ میں خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

تریاق کبیر!

یہ گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سردرد۔ پیٹ درد۔ دانت درد۔ گلے کی درد سینہ کی درد۔ اسہال سوء ہضم۔ ہیضہ وغیرہ کے مریضان کو اس دوا کے لگانے یا پلانے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ بھڑ بچھو۔ سانپ کاٹے تو ان کے زخموں کیلئے یہ تریاق ہے۔ بخار وغیرہ میں بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ عام مرضوں میں ڈاکٹر کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور بڑے امراض میں ڈاکٹر کے آنے تک مریض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ ہر گھر میں اس کا موجود ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸ر درمیانی شیشی ۱۲ر۔ بڑی شیشی ۱؍۸ر

اس کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سید جلال الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے دو سال سے معدے کی سخت تکلیف تھی جس کی وجہ سے ایک چھٹانک غذا ہضم ہونی مشکل ہو گئی تھی۔ لیکن دواخانہ خدمت خلق سے تریاق کبیر لیا۔ اُسے شروع کئے چند دن ہی گذرے ہونگے۔ کہ اس نے حیرت انگیز فائدہ کیا۔ کھانا وغیرہ بخوبی ہضم ہو جاتا ہے۔ اور خوب بھوک لگتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے جو بدنی سستی۔ کمزوری وغیرہ تھی اس میں بھی فائدہ ہو رہا ہے۔"

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۵ ستمبر آج تیسرے پہر کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ایران میں اب بالکل امن ہے۔ مغرب کی طرف ایرانی فوج کے دستوں کو جن کی راہنمائی بعض باغی افسر کر رہے تھے تتر بتر کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی مشین گنیں اور رائفلیں ہمارے حوالے کر دی ہیں۔ دیہاتیوں سے بھی رائفلیں لی جا رہی ہیں ہمارے سپاہیوں سے ایران کے لوگوں کا سلوک دوستانہ ہے اس اعلان میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بندر شاہ پور میں جو آٹھ جہاز پکڑے گئے تھے ان میں سے سات بالکل درست ہیں۔ آٹھواں خشکی پر چڑھ گیا تھا اسے خشکی سے اتارا جا رہا ہے اور امید ہے۔ کہ معمولی درستی کے بعد اسے بھی سمندر میں اتارا جا سکے گا۔

لنڈن ۵ ستمبر۔ آج ماسکو سے تیسرے پہر اعلان کیا گیا ہے کہ کل سارے مورچوں پر دشمن سے گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ روسی ہوائی جہازوں نے دشمن کی فوجوں اور ہوائی اڈوں کو بھاری نقصان پہنچایا۔ جرمن پیدل فوج کے ۲۶۳ ویں ڈویژن کو سخت نقصان پہنچا کر منتشر کر دیا گیا۔ ایک روسی تارپیڈو کشتی نے جرمنی کی بارہ آبدوزیں غرق کر دی ہیں لینن گراڈ اور اڈیسہ کے علاقہ میں روسی فوجیں جرمنوں کا زبردست مقابلہ کر رہی ہیں۔ اب جرمنوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ شاید جرمن فوجیں اس مورچہ کو سر کرنے کی کوشش نہ کریں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لینن گراڈ تو پھر بھی کام آ سکتا ہے اڈیسہ کسی کام کا نہیں رہا۔ اسے اول تو روسی خود ہی بہت کچھ برباد کر چکے ہیں۔ دوسرے ہمارے ہوائی جہازوں سے اسے اتنا نقصان پہنچا ہے کہ اب وہ کسی کام کا نہیں رہا۔ جرمنوں کا یہ دعویٰ کہ انہوں نے لینن گراڈ کو گھیر لیا ہے بالکل جھوٹا ہے۔ روسی فوجیں جرمنی اور رومانوی فوجوں کو سخت نقصان پہنچا رہی ہیں۔ جرمن فوج کے کچھ دستوں نے دریائے نیپر کے مغربی کنارہ پر پہنچنے کی کوشش کی مگر اس میں انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ کل روسی ہوائی جہازوں نے برلن پر بھی چھاپہ مارا اور سخت بمباری کی۔

لنڈن ۵ ستمبر یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کا ایک تباہ کن جہاز ڈاکسے لکم آئس لینڈ جا رہا تھا کہ ایک آبدوز نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ حملہ کب اور کہاں ہوا۔ حملہ آور آبدوز جرمنی کی تھی۔ "نیویارک ٹائمز" اس پر اظہار رائے کرتا ہوا لکھتا ہے کہ اب یونائیٹڈ سٹیٹس کے سامنے یہ سوال آ گیا ہے کہ اسے اپنے جہازوں کی حفاظت کے لئے توپیں کام میں لانی چاہئیں۔

لنڈن ۵ ستمبر جاپان نے فوچاؤ سے اپنی فوج واپس بلا لی ہے۔ کہا گیا ہے کہ فوجی لحاظ سے یہ بندرگاہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

لنڈن ۵ ستمبر۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ آسٹریلیا کے جنگی تجارتی اور سپلائی کے وزراء میں سے کوئی ایک لنڈن میں آسٹریلیا کے نمائندہ کے طور پر بھیجا جائے گا

شملہ ۵ ستمبر لا ممبر سر سلطان احمد صاحب نے آج تیسرے پہر اپنے عہدہ کا چارج لے لیا

نئی دہلی ۵ ستمبر آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ۲۶ اکتوبر کو دہلی میں منعقد ہوگا۔

شملہ ۴ ستمبر معلوم ہوا ہے ایران سے جو جرمن افغانستان جا رہے ہیں۔ حکومت افغانستان انہیں خوش آمدید نہیں کہے گی۔

شملہ ۴ ستمبر سامان کی خوراک کی بہت بڑی مقدار جس کا وزن پانچ ہزار ٹن ہے۔ ایرانی بندرگاہوں کی طرف بھیجی جا رہی ہے۔ اس میں زیادہ مقدار گندم، چینی اور چائے کی ہے اس سامان کو امداد کے طور پر ایرانیوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

کوئٹہ ۴ ستمبر سرحد ایران سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ روسی فوج کے جس دستہ نے شمال مشرقی ایران میں برجند پر قبضہ کیا تھا وہ ۳۱ اگست کو اس علاقہ میں تمام چوکیوں اور تار گھروں پر قابض ہو چکا تھا۔

کلکتہ ۴ ستمبر معلوم ہوا ہے کلکتہ شہر کو عنقریب چھتے ہوئے تہ خانے ہوائی حملوں کے خطرہ کے پیش نظر مہیا کئے جائیں گے۔

لاہور ۴ ستمبر پنجاب اسمبلی کی وزارت پارٹی کے ایک اجلاس میں سر سکندر حیات خان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اور نیشنل ڈیفنس کونسل سے ان کے استعفے کی تائید کی گئی۔

لاہور ۴ ستمبر وزارت پارٹی کے اجلاس میں سردار اجل سنگھ صاحب پارلیمنٹری سکرٹری کا معاملہ بھی پیش ہوا۔ وزیر اعظم نے فیصلہ وزارت پارٹی کے سکھ ارکان پر چھوڑ دیا۔ سکھ ارکان نے کہا چونکہ سردار اجل سنگھ نے پارٹی سے پوچھے بغیر ایسی تقریریں کی ہیں اور ایسے بیانات دیئے ہیں۔ جو پارٹی کی پالیسی کے منافی ہیں۔ اس لئے انہیں پارٹی سے علیحدہ کیا جائے۔

ماسکو ۴ ستمبر روسی فوج کے ایک اخبار نے بتایا ہے کہ گذشتہ دس دنوں میں جرمنوں کو ۳۰ میل تک پسپا کر دیا گیا ہے۔ اور ۳۴ گاؤں پر پھر قبضہ کر لیا ہے۔ اگرچہ یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کس محاذ کی بات ہے لیکن عام خیال ہے کہ یہ مرکزی محاذ پر ہوا ہے۔

برلن ۴ ستمبر خفیہ محکمہ کے چیف ہملر نے جرمنی کی تمام عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کریں خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں۔ ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والی کو غداری کے جرم میں سزا دی جائے گی۔

لنڈن ۴ ستمبر بی۔ بی۔ سی کی اطلاع ہے کہ امریکہ سے روس کو امداد پہنچنی شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ امریکن ٹینکوں کی پہلی قسط روس کی بندرگاہ ولاڈی واسٹک میں پہنچ گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہوائی جہازوں کے استعمال کے لئے ۹۵ ہزار ٹن پٹرول سے بھرے ہوئے ٹینکر بھی پہنچنے شروع ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۴ ستمبر ہندوستان سے ۲۴ ہوابازوں کا جو دستہ یہاں پہنچا ہے اس میں ۸ پنجابی ہیں۔ علاوہ ازیں امریکہ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ چیکوسلواکیہ اور ارجنٹائن سے بھی ہوا باز پہنچ رہے ہیں

لنڈن ۵ ستمبر لینن گراڈ کی لڑائی اب پورے زور پر پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ جرمنوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے لینن گراڈ کو گھیرے میں لے لیا ہے اور جرمن توپیں شہر پر گولے برسا رہی ہیں۔ رائٹر کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ دشمن ایسی جگہوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے جہاں سے وہ لینن گراڈ پر حملہ کر سکے مگر روسی فوجیں برابر دفاع کر رہی ہیں اور کسی جگہ جرمن فوجوں کو پاؤں جمانے نہیں دیتیں۔ روسی اعلان میں لینن گراڈ کی حالت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی۔

شملہ ۵ ستمبر شمال مغربی ہندوستان میں ہوائی حملوں سے بچاؤ کی جو مشق ہونے والی ہے اس کے متعلق ایک سرکاری بیان چھاپا گیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اس مشق کی غرض یہ ہے۔ کہ فوجی اور سول محکموں کے علاوہ یہ دیکھا جائے کہ عام مرد اور عورتیں اپنا بچاؤ کرنے کے لئے کہاں تک تیار ہیں۔ دوران مشق میں ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جیسے کسی ملک پر ہوائی حملہ ہو جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ لوگوں کو ٹریننگ حاصل ہو جائے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا ایڈیٹر غلام نبی